اس کتاب میں مختلف ذیلی عناوین کے تحت دوسو سولہ (۲۱۶) احادیث کی تشریح کی گئی ہے۔ دورانِ تشریح دیگر احادیث کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ مصنف کا طریقۂ تالیف یہ ہے کہ وہ پہلے حدیث بیان کرتے ہیں اور اس کا ترجمہ اور تشریح و توضیح کرتے ہیں۔ پھر اس پر وارد ہونے والے اشکالات کا تذکرہ کرکے جدید سائنسی معلومات کی روشنی میں ان کا ازالہ کرتے ہیں۔ اس طرح قاری پر واضح ہوجاتا ہے کہ حدیث میں جو بات کہی گئی ہے وہ جدید ترین سائنسی معلومات کے عین مطابق ہے۔ فاضل مصنف نے شروحِ حدیث، طب کے قدیم و جدید مراجع، سائنسی معلومات کے لیے اردو، عربی اور انگریزی کتب و مجلّات اور انسائیکلوپیڈیاز وغیرہ سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور حسبِ ضرورت جابجا ان کے حوالے دیے ہیں۔

فاضل مصنف کا تعلق کوئٹہ (بلوچستان) سے ہے۔ وہ جماعت اسلامی پاکستان کے ذمہ داروں میں سے ہیں۔ یہ کتاب حدیثِ نبویؐ میں سائنسی استدلال کو واضح کرنے کی ایک ابتدائی لیکن قابلِ قدر کوشش ہے۔ اس موضوع پر تحقیقی انداز سے کام کرنے کی مزید ضرورت ہے۔ امید ہے اس کتاب کو علمی و دینی حلقوں میں قبولِ عام حاصل ہوگا۔

(محمد رضی الاسلام ندوی)

اسلامی منہاجیات: ادب، تعبیر، تحقیق　　　ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی

ناشر: پبلی کیشن ڈویژن، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ، ۲۰۱۷، صفحات: ۲۱۴، قیمت:

زیر نظر کتاب 'اسلامی منہاجیات: ادب، تعبیر، تحقیق' تین حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ چند ضمنی عنوانات بھی ہیں۔ پہلا حصہ 'ادب وصحافت' کے عنوان سے ہے۔ اس میں مصنف نے تین ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں۔ پہلا عنوان ہے: 'خلیل احمد حامدی کے سفر نامے'۔ علمی دنیا میں خلیل حامدی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ان کے علمی کارناموں کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ مصنف نے ان کے سفر ناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کی اہمیت سلامی احیاء و اصلاح پسندی کی علم

بردار تحریکات اور تنظیموں اور عالم اسلام کی مقتدر شخصیات کے تعارف وتجزیہ کے اعتبار سے تو مسلّم ہے ہی، مگر ادبیت، اعلیٰ اسلوبِ نگارش، برجستگی اور قوتِ مشاہدہ نے ان سفر ناموں کو مذہبی نوعیت کے ساتھ خالص ادبی بنا دیا ہے۔ حامدی صاحب نے مسلم مما لک سے لے کر مشرقِ وسطیٰ اور افریقی مما لک کے ساتھ یورپ کا بھی سفر کیا۔ اپنے اسفار کی رودادوں کو انہوں نے ہفت روزہ ایشیا لاہور میں شائع کرایا۔ بعد میں وہ کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے۔ ان کے سفر نامے 'آفاق دعوت'، 'تحریکی سفر کی دستان'، 'حج: تیاری سے واپسی تک' معروف ہیں۔ مصنف نے مولانا کے ان سفر ناموں کا تفصیل سے تجزیہ کیا ہے۔ پہلے حصے کا دوسرا مضمون 'تابش مہدی کے کلام میں کردار سازی' کے عنوان سے ہے۔ تابش مہدی موجودہ عہد کے ایک مقبول شاعر ہیں۔ نعت گوئی میں ان کا ایک مقام ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک اچھے نثر نگار بھی ہیں۔ مصنف نے ان کے علمی و ادبی نظریات پر گفتگو کی ہے، پھر ان کی غزلیہ شاعری پر روشنی دالی ہے، بالخصوص ان کے پہلے مجموعہ کلام 'تعبیر' میں شامل غزلوں کا تجزیہ کیا ہے۔ تیسرا مضمون 'بچوں کا ادب اور اسلام' کے عنوان سے ہے۔ مصنف کا خیال ہے کہ بچوں تک مثبت، تعمیری اور صحت مند اقدارِ حیات کو پہنچانے اور ان کی ذہنی سطح کے لحاظ سے انہیں مخاطب کرنے کی ذمہ داری محض مدارس اور معلمین کی نہیں، بلکہ والدین، رشتے داروں اور معاشرہ کو بھی اس ضمن میں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے ملک و بیرون ملک کے کئی سرکاری وغیر سرکاری اداروں نے کوشش کی ہے، کئی نصاب تیار کیے گئے، تحقیقی کام بھی ہوئے ہیں۔ مصنف نے خاص طور پر دعوۃ اکیڈمی (پاکستان) کا ذکر کیا ہے۔ یہ ادارہ کافی متحرک ہے اور بچوں کے نصاب کی تیاری کے لیے مختلف سمینار، ورکشاپ اور تربیتی پروگرام کا انعقاد بھی کرتا ہے۔ مصنف نے اس ادارے کے زیر اہتمام شائع ہونے والی بعض کتابوں کا جائزہ پیش کیا ہے۔

کتاب کا دوسرا حصہ 'منہج واصول' پر ہے۔ اس حصے کو مصنف نے کئی ضمنی

عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔ ایک مضمون 'بھگوت گیتا اور اسلامی آثار' کے نام سے ہے۔بھگوت گیتا ہندو عقائد کی ایک اہم کتاب ہے۔ یہ بنیادی طور پر سنسکرت میں ہے، مگر اس کے تراجم مختلف زبانوں میں ہوئے۔ شیخ عبد الرحمن چشتیؒ نے اس کا ترجمہ سنسکرت سے فارسی زبان میں 'مرآۃ الحقایق' کے نام سے کیا ہے۔مصنف کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ میں محفوظ ہے۔دراصل یہ تلخیص ہے، جو بقول مصنف ۲۴ /اوراق پر مشتمل ہے۔ اس ترجمے کے تعلق سے مصنف نے لکھا ہے کہ شیخ چشتی نے شری کرشن اور ویر ارجن کے درمیان ہونے والے مکالموں کا سراغ اسلامی آثار وتعلیمات میں لگانے کی کوشش کی ہے،یعنی انھوں نے قرآن و حدیث اور صوفیہ کے اقوال کی روشنی میں ان دو مذاہب کے درمیان مشترکہ تعلیمات اور وحدت الوجود کے اسرار کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

کتاب کا آخری حصہ 'تعلیمی تناظر' کے عنوان سے ہے۔اس میں دو مضامین ہیں۔ پہلے مضمون بہ عنوان 'مغرب کا نظریۂ تعلیم' میں تفصیل کے ساتھ مغربی نظریۂ تعلیم اور اسلامی تعلیم و تحقیق پر گفتگو کی گئی ہے۔مصنف نے نشأۃ ثانیہ کی تحریک، پیسٹا لوزی کے نظریات، تجربی طریقِ تعلیم، فریڈرک فروبل، کھیل اور تفریح کی اہمیت کے علاوہ جرمن مفکرین اور اقبال کی تنقیدِ تعلیم کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔ دوسرے مضمون بہ عنوان 'تعلیم و تحقیق اور اسلام' میں مصنف نے احیائے سلام کا دور، تعلیم کا کردار، عصر جدید کا چیلنج، تنقید و اجتہاد، مقصدیت اور قربانی اور تسخیر کائنات کی تیاری جیسے عنوانات قائم کر کے اسلام میں تعلیم کی اہمیت اور اسلامی نظریۂ تعلیم پر اپنے خیالات پیش کیے ہیں۔

مجموعی طور پر یہ کتاب ادب، تعبیر، تحقیق کے مختلف پہلوؤں پر عمدہ اور تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے۔

(نوشاد منظر)